بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم　　وعلی عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP - 23

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

شمارہ 26

شرح چندہ
سالانہ 100 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

ایڈیٹر
...محمد خادم

...بیبیں
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

THE WEEKLY
BADR QADIAN-143516

TEL - 01872-20757
FAX - 01872 -20105

M.Salam E.E.,
...er System Planning
Directorate,
S.E.3. Vidyut Bhawan,
...L.A. - 171 004 (H.P.)

۱۰ صفر ۱۴۱۷ ہجری　　۲۷ احسان ۱۳۷۵ ہش　　۲۷ جون ۱۹۹۶ ء

اخبارِ احمدیہ

لندن ۲۶ جون (ایم۔ ٹی۔ اے) سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ ان دنوں بیرونِ ممالک کے سفر پر ہیں حضور انور نے ۲۱ جون کو جماعتِ احمدیہ کینیڈا کے سالانہ جلسہ کا افتتاح خطبہ جمعہ سے فرمایا۔ یہ جلسہ تین روز تک جاری رہا جس میں حضور انور کی دیگر مصروفیات کے علاوہ کئی مجالسِ عرفان بھی شامل رہیں۔ جلسہ میں کئی ممبرانِ پارلیمنٹ شامل ہوئے وزیر اعظم کینیڈا کا پیغام تہنیت سنایا گیا۔ یہ جلسہ ٹورنٹو شہر میں منعقد ہوا۔ احبابِ جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابی کے لئے دعا کرتے رہیں

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دُنیوی معاملہ کے سبب کبھی کسی کے ساتھ بغض نہیں رکھنا چاہئے

”جب تک سینہ صاف نہ ہو دعا قبول نہیں ہوتی۔ اگر کسی دنیوی معاملہ میں ایک شخص کے ساتھ بھی تیرے سینہ میں بغض ہے تو تیری دعا قبول نہیں ہو سکتی۔ اس بات کو اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہئے اور دنیوی معاملہ کے سبب کسی کے ساتھ بغض نہیں رکھنا چاہیئے۔ اور دنیا اور اس کا اسباب کیا ہستی رکھتا ہے کہ اس کی خاطر تم کسی سے عداوت رکھو۔

شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے کیا عمدہ واقعہ بیان کیا ہے کہ دو شخص آپس میں سخت عداوت رکھتے تھے۔ ایسا کہ وہ اس بات کو بھی ناگوار رکھتے تھے کہ ہر دو ایک آسمان کے نیچے ہیں ان میں سے ایک قضائے کار فوت ہو گیا۔ اس سے دوسرے کو بہت خوشی ہوئی۔ ایک روز اس کی قبر پر گیا اور اس کو اکھاڑ ڈالا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا نازک جسم خاک آلود ہے اور کیڑے اس کو کھا رہے ہیں۔ ایسی حالت میں دیکھ کر دنیا کے انجام کا نظارہ اس کی آنکھوں کے آگے پھر گیا اور اس پر سخت رقت طاری ہوئی اور اتنا رویا کہ اس کی قبر کی مٹی کو تر کر دیا اور پھر اس کی قبر کو درست کرا کے اس پر لکھوایا ہے

مکن شادمانی بمرگ کسے　　کہ دہرت پس از وے نماند بسے

خدا کا حق تو انسان کو ادا کرنا ہی چاہئے مگر بڑا حق برادری کا بھی ہے جس کا ادا کرنا نہایت مشکل ہے۔ ذرا سی بات پر انسان اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ سخت کلامی کی ہے۔ پھر علیحدہ ہو کر اپنے دل میں اس بدظنی کو بڑھاتا رہتا ہے اور ایک رائی کے دانے کو پہاڑ بنا لیتا ہے اور اپنی بدظنی کے مطابق اس کینے کو زیادہ کرتا رہتا ہے۔ یہ سب بغض ناجائز ہیں۔“

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۱۷، ۲۱۸)

جلسہ سالانہ قادیان ۱۰۵ واں سنہ ۱۹۹۶ء

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۰۵ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۲۶-۲۷-۲۸ فتح ۱۳۷۵ ہش (دسمبر ۱۹۹۶ء) جمعرات۔ جمعہ۔ ہفتہ کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ابھی سے اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کے لئے تیاری شروع کر دیں اور اس جلسہ کی کامیابی کیلئے دعا کرتے رہیں۔

مجلس مشاورت: اسی طرح جماعتہائے احمدیہ بھارت کی آٹھویں مجلس مشاورت کے لئے حضور انور نے ۲۹ دسمبر ۱۹۹۶ء (بروز اتوار) کی تاریخ کی منظوری عطا فرما دی ہے۔ امراء کرام و صدر صاحبان سے گزارش ہے کہ شوریٰ کے لئے تجاویز اور نمائندگان کی اطلاع ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۶ء تک سیکرٹری شوریٰ کو بھجوا دیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

بادکروئزناخ (جرمنی) میں

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے ۱۷ ویں سالانہ اجتماع کا نہایت کامیاب و بابرکت انعقاد

۲۶ مختلف اقوام کے ۸۰۰ سے زائد خدام و اطفال کی شرکت، بوزنین، جرمن، ترک، فرنچ اور عرب اقوام کے مختلف افراد کے ساتھ تین تبلیغی نشستوں کا انعقاد، شہر کی لیڈی میئر نے اختتامی اجلاس میں مختصر خطاب کیا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں خیر سگالی کا اظہار کرتے ہوئے شہر کی چابی پیش کی

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی دلچسپ، روح پرور مجالس عرفان اور ولولہ انگیز خطابات

[جرمنی]: اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا ۱۷ واں سالانہ اجتماع بادکروئزناخ (جرمنی) میں ۲۴ تا ۲۶ مئی بخیر و خوبی منعقد ہوا۔ اجتماع کی تیاری کے سلسلہ میں فروری ۱۹۹۶ء میں اجتماع کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ ماہ مارچ میں ۵۲ افراد پر مشتمل اجتماع کمیٹی کے مختلف شعبہ جات نے کام کا آغاز کیا۔ ۱۰ مئی کو مقام اجتماع پر باقاعدہ وقار عمل ہوا اور دو ہفتہ تک مقام اجتماع کی تیاری جاری رہی جس میں مجموعی طور پر چار صد سے زائد خدام واطفال نے حصہ لیا۔

اجتماع کا باقاعدہ افتتاح سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے ساتھ فرمایا (حضور ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ الگ الفضل میں شائع کیا جا چکا ہے)۔ ان ایام میں خدام و اطفال کے مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ علمی مقابلہ جات میں تلاوت قرآن کریم، نظم، تقریر، اذان کے مقابلے شامل ہیں۔ مجموعی طور پر ۳۰۰ سے زائد خدام و اطفال نے ان مقابلوں میں حصہ لیا۔

بوزنین، البانین، افریقن اور عرب خدام و اطفال کے لئے الگ مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ ورزشی مقابلہ جات میں کبڈی، والی بال، باسکٹ بال، دوڑ، لمبی چھلانگ، کلائی پکڑنا اور رسہ کشی کے مقابلے ہوئے۔ ان مقابلوں کی تیاری کے لئے خدام و اطفال نے پہلے اپنے اپنے زون کے ابتدائی مقابلوں میں حصہ لیا اور پھر ریجنل سطح پر منتخب ہونے کے بعد قومی اجتماع کے مقابلوں میں شامل ہوئے۔ مختلف سطحوں پر ورزشی مقابلہ جات میں حصہ لینے والے خدام و اطفال کی کل تعداد گیارہ سو سے زائد رہی۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت خدام و اطفال کے بعض فائنل مقابلہ جات کو دیکھا اور کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ مقام اجتماع کے ساتھ ملحقہ کھیل کے میدان بہت وسیع اور خوبصورت تھے۔ الحمدللہ کہ تمام انتظامات نہایت خوش اسلوبی سے انجام پائے۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی اجلاس میں مختلف مقابلہ جات میں اول پوزیشن حاصل کرنے والے خدام و اطفال اور مجالس میں اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے۔ اختتامی اجلاس میں شہر کی لیڈی میئر نے حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں شہر کی چابی پیش کی اور حضور سے ملاقات پر اپنی خوشی کا اظہار کیا اور آئندہ بھی اس شہر میں خدام کو اجتماع کرنے کی دعوت دی۔ حضور ایدہ اللہ نے اختتامی خطاب میں خدام کو خصوصیت سے عدل اور احسان کو اپنی زندگیوں میں اپنانے کی نصیحت فرمائی اور مختلف مثالوں سے عدل اور احسان کے وسیع مضمون کو اجاگر فرمایا۔ آخر پر پر سوز دعا کے ساتھ یہ اجتماع بفضلہ تعالیٰ اپنے اختتام کو پہنچا۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان،

مورخہ ۲۷؍احسان ۱۳۷۵ہش،

دیوبندی چالوں سے بچئے!

(۳)

جہاں تک احمدیوں کے عقیدہ اور اسلام کا تعلق ہے تو اس کے لئے ہم پہلے ذیل میں جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ درج کر رہے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزراں سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی ہے جس کے ذریعے سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔"

(ازالہ اوہام حصہ اوّل صفحہ ۱۳۷ طبع اوّل روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۶۹ تا صفحہ ۱۷۰)

اسی طرح آپ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کے کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق (یعنی حضرت عمر فاروق) رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتاب اللہ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں..... اور ہم اس بات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ کے اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام اُمور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ اُمور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں اُن سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے۔ وہ تقوی اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔ اَلَا اِنَّ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین والمفترین"

(ایام الصلح صفحہ ۸۶-۸۷)

بانی جماعت احمدیہ کی مذکورہ تحریرات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ احمدیوں کا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے اور دیوبندی لوگ جھوٹے طور پر ہماری طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ احمدیوں کا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ احمد رسول اللّٰہ ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ احمدی کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ محمد رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی خاطر پاکستان میں جانوں کی قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ پاکستان کے فوجی حکمران ضیاء الحق نے احمدیوں پر کلمہ طیبہ پڑھنے کی پابندی لگا دی تھی۔ چنانچہ آج تک احمدی پاکستان میں کلمہ نہیں پڑھ سکتے اگر احمدیوں کا کلمہ کوئی اور ہے تو پھر کلمہ پڑھنے پر پابندی کیوں لگائی۔ ادھر احمدیوں کی حالت یہ ہے کہ وہ باوجود منع کرنے کے پھر بھی کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے سے باز نہیں آتے۔ انہیں جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے جانا منظور ہے کال کوٹھریوں میں مصیبتوں کی زندگی گزارنا قبول ہے۔ لیکن وہ حضرت بلالؓ کی طرح کلمہ طیبہ سے اپنے آپ کو ہرگز جدا نہیں کر سکتے۔

اگر یہ دیوبندی خدائی کا دعویٰ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ احمدی بے شک اپنی کتابوں میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھتے ہیں بظاہر بولتے بھی ہیں لیکن دل میں بجائے "محمد رسول اللہ" احمد رسول اللہ بولتے ہیں۔ تو ہمارا جواب خدائی کے ان دعویداروں سے یہ ہے کہ فتویٰ تو ہمیشہ کسی کی زبان کے اقرار پر لگایا جاتا ہے اس کی دل کی حالت پر نہیں کیونکہ دل کی بات صرف علیم و خبیر خدا ہی جانتا ہے یہاں تک کہ سردار دو جہاں حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیشہ ظاہر پر فتویٰ دیا ہے ایک جنگ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت اسامہ بن زیدؓ نے ایک کافر پر تلوار اُٹھائی اور اس نے بلند آواز سے کہا "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"۔ حضرت اسامہؓ نے اس شخص کو اس لئے قتل کر دیا کہ ان کے خیال میں یہ کلمہ توحید کا اعلان دل سے نہیں کر رہا تھا بلکہ صرف جان بچانے کے لئے ایسا کہہ رہا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور حضرت اسامہؓ کو مخاطب کر کے بار بار فرمایا "اَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِہٖ حَتّٰی تَعْلَمَ اَقَالَھَا اَمْ لَا"

(صحیح مسلم کتاب الایمان)

کہ اے اُسامہؓ! کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ وہ دل سے کلمہ پڑھ رہا ہے یا نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے واضح ہے کہ کسی شخص کو کسی کے بارے میں یہ کہنے کا حق حاصل نہیں کہ وہ محض زبان سے کسی بات کا قائل ہے دل سے اس بات کا قائل نہیں اور جو شخص ایسا کرے وہ خواہ کتنا ہی پیارا صحابی کیوں نہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر شدید ناراض ہوتے ہیں چنانچہ حضرت اسامہؓ بیان کرتے ہیں کہ اس طرح شدید ناراضگی کے عالم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے یہ فقرہ اتنی بار دہرایا کہ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا اور اس طرح مجھے آپ کی ناراضگی نہ دیکھنی پڑتی۔

حضرت امام سیوطی علیہ الرحمہ کی کتاب "الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۸۷" ناشر مکتبہ نوریہ رضویہ لائلپور باب معجزۃ فیمن مات ولم تقبلہ الارض میں درج یہ واقعہ بھی قابل غور ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک جنگ میں ایک مسلمان ایک مشرک پر غالب آگیا جب مسلمان نے اُسے تلوار سے قتل کرنا چاہا تو اس نے فوراً لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ دیا لیکن وہ مسلمان پھر بھی باز نہ آیا اور اُسے قتل کر دیا پھر اس مسلمان قاتل کے دل میں خلش پیدا ہوئی تو اس نے ساری بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دی جس پر آپ نے فرمایا کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔ جب وہ قاتل مسلمان فوت ہو گیا تو اس کی تدفین کے بعد اگلے دن دیکھا گیا کہ اس کی لاش قبر سے باہر پڑی ہے اس کے ورثاء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی آپ نے فرمایا اسے دوبارہ دفن کر دو پھر دوبارہ دفن کیا گیا تو اگلے دن پھر یہی ماجرا ہوا اُسے تیسری بار دفن کیا گیا تو پھر زمین نے اس کی لاش باہر پھینک دی تب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کلمہ پڑھنے والے کو قتل کرنے والے کی لاش کو قبول کرنے سے زمین نے بھی انکار کر دیا ہے اس لئے اسے کسی غار میں پھینک دو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین اس سے بھی بڑے اشخاص کو قبول کر لیتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو تمہارے لئے عبرت کا نشان بنانے کے لئے ایسا کیا ہے تا آئندہ تم میں سے کوئی شخص کسی کلمہ پڑھنے والے کو یا اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے شخص کو قتل نہ کرے۔

اگر باوجود ایسے عبرت ناک واقعات کے دیوبندی پھر بھی احمدیوں کو یہ کہتے ہیں کہ زبان سے یہ کوئی اور کلمہ پڑھتے ہیں لیکن دل میں ان کا کوئی اور کلمہ ہے۔ تو پھر اب ہم انشاء اللہ اگلی قسط میں بتائیں گے کہ خدائی کے ان دعویداروں کا اصل کلمہ اور اصل درود شریف کیا ہے۔

(باقی)

=(منیر احمد خادم)=

خطبہ جمعہ

اللہ کی یہ تقدیر خوب کھل کر ظاہر ہوگئی ہے کہ آج دنیا کی تقدیر جماعت احمدیہ سے وابستہ ہو چکی ہے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۹ اپریل ۱۹۹۶ء مطابق ۱۹ شہادت ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوٰهُ وَأَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهِ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ أَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ (سورۃ الجاثیہ: ۲۴)

گزشتہ خطبہ جمعہ پہ میں نے اسی آیت کی تلاوت کے بعد چند ایسی انسانی غفلتوں کی طرف اشارہ کیا تھا جو اس کی ذات کے اندھیرے ہیں۔ وہ غفلتیں جو انسان کی ذات پر اندھیرے بن کے چھا جاتے ہیں اور اسے حصول مقصد سے بے خبر رکھتے ہیں اس کی پہچان سے ہی ناآشنا رکھتے ہیں وہ سب سے خطرناک اندھیرے ہیں جن سے آگے پھر ہر قسم کے گناہ پھوٹتے ہیں۔ اور قرآن کریم نے ایک بڑی ترتیب کے ساتھ اور ایک تدریج کے ساتھ اول معمولی ابتدائی حالتوں کا ذکر فرمایا پھر ان سے پھوٹنے والی زیادہ سخت اور زیادہ خطرناک حالتوں کا ذکر فرمایا پھر آخری نتیجہ نکالا کہ اگر یہ مضمون اسی طرح تدریجاً بڑھتا رہے تو اس کی مثال ایسی ہی ہوگی جیسے ایک روئیدگی شروع میں تو نظر کو بھلی لگتی ہے سرسبز و شاداب کونپلیں جب پھوٹ رہی ہوتی ہیں تو انسان کی نظر کو بہت پیاری لگتی ہیں اور ان کے حسن سے استفادہ ایک معصوم سی چیز دکھائی دیتی ہے لیکن پھر وہی کھیتی لہلہانے لگتی ہے اور خوب تموج اختیار کرتی ہے، ہواؤں کے ساتھ ناچتی ہے، رقص کرتی ہے اور اور بھی اس کے بونے والوں کے دل کو خوش کر دیتی ہے لیکن انجام کار پھر اس پر ایک ایسا دور آتا ہے کہ وہ زرد رو ہونے لگتی ہے اور خشک ہو کر ایسے چورے کی طرح جو پاؤں تلے روندا جاتا ہے اس حالت میں وہ اپنے انجام کو پہنچتی ہے۔ یہ وہ مثال ہے جس کے متعلق میں اس آیت کے پہلے حصے کے مختلف امور پر یا مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے بعد پھر متوجہ ہوں گا۔

میں ذکر کر رہا تھا کہ اول ہے **لعب** اور **لھو**، اسی سے ہر قسم کی دنیاداری کا آغاز ہوتا ہے۔ کھیل کود تماشہ ایک معصوم سی چیز دکھائی دیتی ہے انسانی فطرت کے ساتھ اس کا ایک گہرا تعلق ہے بچے بھی اپنا دل کھیل کود ہی میں بہلاتے ہیں۔ لیکن جوں جوں جوانی کے ساتھ ساتھ کھیل کود انسانی مزاج پر غلبہ پانے لگتے ہیں تو ان کے اندر گناہوں کی آمیزش ہونے لگتی ہے۔ کھیل کود کا انسانی مزاج پر غلبہ اس کو اعلیٰ مقاصد سے غافل کرتا چلا جاتا ہے اور توجہات کو تمام تر اپنی طرف کھینچنے لگتا ہے یہاں تک کہ وہی زندگی کا مقصد بن جاتا ہے جو زندگی کا مقصد نہیں ہے۔ اس پہلو سے میں نے متوجہ کیا تھا کہ اپنے بچوں کو بھی اس پہلو سے بروقت متنبہ کرتے رہا کریں۔ جہاں ان کی دلچسپیاں کھیل کود میں اتنی بڑھ جائیں کہ ان کی زندگی کے اعلیٰ مقاصد کی راہ میں حائل ہونے لگیں، جہاں پڑھائی اور تعلیم ثانوی ہو جائے اور زندگی کے دنیا کے تماشے جو ہیں یہ بنیادی اور اصل مقصد بن جائیں ایسے بچے ایسی جوان نسل میں تبدیل ہو جاتے ہیں جو ہمیشہ کے لئے اپنی منزل کھو دیتی ہے اور غلط سمت میں روانہ ہو جاتی ہے۔ یہ اگلا قدم جو تھا اس کے متعلق میں نے گذشتہ خطبے میں روشنی ڈالی یہ پھر زینت اور تفاخر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

دیکھیں لھو اور لعب کا اپنی ذات سے تعلق ہے۔ ایک انسان کسی چیز کو پسند کرے اس میں کھویا جائے کوئی بیٹھا اپنا ٹیلی ویژن دیکھ رہا ہے تو کسی کا کیا لیتا ہے۔ اس کا کسی اور کے ساتھ کوئی تصادم نہیں، کوئی ٹکراؤ نہیں، کوئی مقابلہ نہیں۔ ایک انسان جو ان باتوں میں مثلاً میوزک ہے اس میں بھی مگن رہتا ہے تو وہ کہتا ہے تمہیں اس سے کیا میں اپنا وقت خرچ کر رہا ہوں اپنا پیسہ لگا رہا ہوں اور اگر شور پڑتا ہے تو اپنے کان میں وہ ٹوٹیاں دے دیتے ہیں اور جہازوں میں بھی۔ بجائے اس کے کہ ان پر یہ اعتراض ہو تم نے سب کا امن برباد کر رکھا ہے شور ڈالا ہوا ہے وہ آرام سے اپنی ٹوٹی اپنے کان میں لگا لیتے ہیں اور جہاز والوں نے بھی اب سب کو ٹوٹیاں مہیا کر دی ہیں۔ ٹیلی ویژن دیکھنا ہے، میوزک سننی ہے اپنی مرضی کے پروگرام دیکھو لیکن ساتھ والوں کو نقصان نہ پہنچے پس لھو اور لعب کا جو آغاز ہے وہ نفسانی، ذاتی خواہشوں سے تعلق رکھتا ہے اور دوسروں سے متصادم نہیں ہے پھر یہ چیز پھوٹ کر باہر نکلتی ہے اور زینت اور تفاخر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

زینت کا اختیار کرنا یہ بھی ہر انسان کی فطرت میں ہے لیکن جب وہ زینت دکھاوا بن جائے تو پھر تفاخر کے رنگ میں تبدیل ہونے لگتی ہے۔ ہر وہ نعمت جو خدا تعالیٰ نے ایسے انسانوں کو دی ہے وہ خدا کا شکر کرنے کی بجائے انہیں اپنا فخر دوسروں پر ظاہر کرنے پر آمادہ کرتی ہے اور خدا کے سامنے سر جھکانے کی بجائے وہ لوگ لوگوں کے سامنے سر اٹھانے لگتے ہیں تو یہ تفاخر ہے۔ یعنی جس ذات نے دی تھیں، جو نعمتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے میسر آئیں۔ بجائے اس کے کہ ان نعمتوں کے شکر پر سر اس کے حضور جھکتا چلا جائے اس کے عاجز اور کمزور بندوں کے مقابل پر اٹھتا چلا جاتا ہے۔ اور یہ تفاخر جو ہے یہ ہمیشہ نچلوں پر ہے۔ یہ لفظ تفاخر میں ایک داخل بات ہے جو اپنے سے بڑے ہوں ان کے سامنے کوئی تفاخر کیسے کر سکتا ہے ان کی مجلس سے تو دور رہے گا تاکہ ان کے سامنے سبکی نہ ہو۔ جو غریب لوگ، نسبتاً کمزور لوگ ہیں ان کے سامنے دکھاوے ہوتے ہیں یا برادری کے لئے بھی دکھاوے ہوں تو جب تک ان سے زیادہ خرچ کر کے ان سے زیادہ دکھاوا نہ ہو اس وقت تک ان کا سر اونچا ہو ہی نہیں سکتا۔ پس اپنا جھوٹا سر اونچا کرنے کی خاطر وہ اپنی آئندہ اولادوں کے سر ہمیشہ کے لئے نیچے کر دیتے ہیں۔ قرضوں میں جکڑے جاتے ہیں، جائیدادیں بک جاتی ہیں۔ بجائے اس کے کہ دنیا ان کی تعریف کرے کہ واہ واہ انہوں نے خوب کیا چند دن کی اس تعریف کے بعد پھر لعنتیں پڑنے لگتی ہیں کہ اس نے تو جو کچھ ورثے میں پایا تھا وہ بھی گنوا دیا کچھ بھی باقی نہ رکھا تو یہ بھی ایک اندھیرے کی بڑی خوفناک قسم ہے مگر جب یہ آگے بڑھتی ہے تو سب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ آخری شکل جو اس کی بنتی ہے وہ ہے **"تکاثر فی الاموال والاولاد"**۔

اب تدریج دیکھیں کیسی عمدہ اور متناسب تدریج ہے۔ ایک نفس کے اندھیرے نے نفس کو ایک سایہ مہیا کیا اور اس سائے تلے نفس نے آرام پایا لیکن جب وہ گہرا ہوگیا تو رستہ دیکھنے کی صلاحیت سے بھی اس کو عاری کر دیا۔ پھر وہی چیز آگے بڑھی تو اپنی نعمتوں کو دکھانے پر منتج ہوگئی اور اکیلا اپنی ذات میں انسان سکون پا ہی نہیں سکتا پھر۔ جب تک دوسروں کے اوپر وہ فخر نہ کر لے جب تک دوسروں سے زیادہ اپنے آپ کو دکھا نہ لے اس وقت تک اس کے نفس کو تسکین نہیں ہو سکتی۔ اب یہ SOCIAL EVIL میں تبدیل ہوگئی ہے۔ جو پہلے ذاتی نقص تھا اب یہ تمدنی اور سوشل نقص میں تبدیل ہوگیا اور اگلی جو دو باتیں ایک بریکٹ میں بیان فرمائی گئی ہیں ان کا تعلق انسانی اقتصادیات اور سیاست سے ہے۔ **"تکاثر فی الاموال والاولاد"** کا تعلق انسانی اقتصادیات سے ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ایسا رابطہ رکھتی ہیں کہ گویا باہم چولی دامن کا ساتھ ہے، ایک دوسرے سے جدا ہو ہی نہیں سکتیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے یہ جوڑے بھی خوب بنائے ہیں ایسے جن کو ایک دوسرے سے الگ کیا جا ہی نہیں سکتا۔ جب سیاست انسانی دماغ پر قابض ہو جائے، جب قوموں کے اجتماعی دماغ پر قبضہ کر لے تو یہ سیاست محض اپنے رعب کو دنیا پر قائم کرنے کے لئے نہیں، اپنی بڑائی کو قانونی طور پر اپنے اہل وطن پر مسلط کرنے کے لئے نہیں بلکہ ہر قسم کی دولت کمانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اور یہی سیاست جب بین الاقوامی سطح پر سر اٹھاتی ہے تو اس کے ساتھ دولت کا کمانا ایک لازمی جزو ہے اس کو الگ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ انگریزوں سے یعنی انگریزی حکومت سے آزادی کا گر ان لوگوں کو کسی کو بھی علم نہیں جو بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں اور انگریزوں کے خلاف نفرت کی تعلیم دیتے ہیں کوئی ہتھیاروں کے ساتھ انگریزوں کے خلاف بغاوت کی تعلیم دیتے ہیں کوئی عدم تعاون کے ساتھ جیسے گاندھی جی کی تحریک تھی ان کو اپنے ملک چھوڑنے پر مجبور کرنے کی تحریک کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک ہی طریق ہے کوئی دنیا کی قوم اپنی سیاست کو دوسری قوم پر غالب کر کے محض یہ لطف نہیں لیا کرتی کہ ہم حاکم ہیں جب تک اس کے نتیجے میں اس ملک کی دولت ان کے ملک میں منتقل نہ ہو۔ اگر کسی ملک کی دولت کسی ایک ملک سے دوسرے ملک میں منتقل ہونا بند کر دے تو کوئی پاگل نہیں ہے کہ وہاں جا کر کوئی سیاسی نظام اپنا جاری کرے اور محض اس وجہ سے کہ ہماری سلطنت بڑی ہوگئی ہے سیاسی غلبے کو جاری رکھنے کی

فطرت اجازت ہی نہیں دیتی کیونکہ کچھ دیر کے بعد یہ مصیبت بن جاتی ہے۔ نظم و ضبط قائم رکھنا، اپنے خرچ پر قائم رکھنا، کسی اور جگہ جاکر ایسی قوم پر اپنی حکومت جتانا جس قوم کو تمہاری حکومت پسند نہیں ہے اور نتیجۃً مالی لحاظ سے کوئی بھی فائدہ نہیں۔ کبھی بھی دنیا میں ایسی سیاست زیادہ دیر چل نہیں سکتی قومیں خود ہی اپنا بوریا بستر لپیٹتی ہیں اور ایسے ملکوں کو چھوڑ دیتی ہیں۔

پس حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر فرمایا اور کئی دفعہ جو نجی مجالس میں بھی آپ؟ ان باتوں کا ذکر چھیڑا کرتے تھے تو اس میں بھی یہ باتیں آتی رہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اصل نجات کا راز تحریک جدید کی اس سکیم میں ہے جس کے انیس نکات ہیں۔ وہ تحریک جدید کی سکیم ایسی ہے کہ اگر کسی قوم میں رائج ہو جائے تو دنیا کی کوئی قوم بھی وہاں سے مالی فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ جو قوم اپنی زندگی کے رہن سہن کو سادہ اور غریبانہ بنالے، جس کو نہ بدیشی کپڑوں میں دلچسپی رہے، نہ بدیشی زیورات میں دلچسپی رہے، نہ بدیشی کھانوں میں دلچسپی رہے، جن کو روزمرہ کی ساگ اور روٹی گھر میں میسر آجائے اسی پہ راضی رہیں، جو اپنا کپڑا کاتیں اور اسی کھدر پہ راضی رہیں۔ جن کو دکھاوے کے لئے کسی سے قرض لینے کی ضرورت نہیں کسی بینک کا محتاج ہونے کی ضرورت نہیں وہاں کا بینکنگ نظام بھی زیادہ دیر نہیں چل سکتا یعنی ان کے خون نہیں چوس سکتا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ایسی قوم ہی ہے جو درحقیقت دنیا میں آزادی کے سانس لے سکتی ہے اور غیروں کو اس میں دخل دینے کا کوئی موقع ہی میسر نہیں آسکتا۔

لھو و لعب جب زینت اور تفاخر میں بدلتے ہیں تو انسان ضرور اپنی توفیق سے بڑھ کر خرچ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے

آپ نے فرمایا کہ جرم بھی ان چیزوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ جتنے جرائم ہیں وہ اخلاقی کمزوریوں سے وابستہ ہیں اور جس قوم کی اخلاقی حالت درست ہو جائے جرائم اس کو اس طرح چھوڑ کر چلے جاتے ہیں جیسے صحت مند بدن کو جراثیم چھوڑ دیتے ہیں۔ موجود ہیں فضا میں وہی سانس ہم سب لے رہے ہیں جو بیمار لوگ بھی لیتے ہیں مگر جراثیم سانس سے اندر جاتے ہیں اور باہر نکل آتے ہیں ان کو کوئی دلچسپی نہیں ہے اس بدن میں جو صحت مند ہو۔ ہاں جہاں بیماری کے آثار دیکھیں گے وہاں ان کے اڈے بنیں گے وہاں ان کا FOOT HOLD یعنی قدم جمانے کی جگہ بن جاتی ہے اور پھر آگے وہاں سے وہ باقی علاقوں کی فتوحات کے انتظام کرتے ہیں۔ تو حضرت مصلح موعودؓ نے بڑی گہری فراست کے ساتھ تحریک جدید کو جاری فرمایا تھا تاکہ جماعت کے اندر جو لھو و لعب کی دلچسپیاں ہیں اور اس کے نتیجے میں پھر ایک دوسرے پر تفاخر ہے ان سے آزادی ملے تو ان قوموں کو جماعت پر حکومت کرنے کا شوق ہی باقی نہیں رہے گا، مصیبت لگے گی ایسی جماعت پر حکومت کرنا جن قوموں کا مقصد "تکاثر فی الاموال والاولاد" ہے۔ اور سیاست کا اس سے اعلیٰ نچوڑ دو لفظوں میں بیان ہو ہی نہیں سکتا اموال کی کثرت اور اولاد کی کثرت۔

یہاں قرآن کریم کا محاورہ اولاد محض بچوں کے زیادہ پیدا کرنے سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ قرآن کریم نے خوب اس مضمون کو کھولا ہے، بار بار کھولا ہے کہ وہ قومیں جو دوسری قوموں پر غلبہ حاصل کرنا چاہتی ہیں ان کو عددی قوت میں دلچسپی ہوتی ہے اور اولاد یہاں بمعنی عددی قوت ہے یعنی جسمانی غلبہ جو فوجی غلبہ بھی کہلا سکتا ہے۔ بہرحال ایک قوم کو دوسرے پر جو فوجی یا عددی برتری حاصل ہو قرآن کریم نے ایسی قوموں کے حوالے کے ساتھ جن کا ذکر قرآن کریم میں تاریخی طور پر ملتا ہے ہمیشہ ان کی اموال کی کثرت اور اولاد کی کثرت کے طور پر اسے پیش فرمایا ہے۔ پس یہ آیت قرآنی محاورہ ہے اور قرآنی محاورے کی مدد ہی سے اس کو حل کیا جاسکتا ہے جو دوسری جگہ کثرت سے کھلے کھلے طریق پہ استعمال فرمایا گیا ہے۔

تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ لھو و لعب جب زینت اور تفاخر میں بدلتے ہیں تو انسان ضرور اپنی توفیق سے بڑھ کر خرچ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اس کی غلامی کا یہ پہلا قدم ہے۔ پہلا اندھیرا جو اس کی ذات پر چھا جاتا ہے اور اس سے دیکھنے کی صلاحیت چھین لیتا ہے۔ ایسے لوگ جب مجبور ہوتے ہیں تو قرض اٹھاتے ہیں جو جانتے ہیں کہ واپس نہیں کرسکتے۔ وہ ایسی تجارتوں کی سکیمیں بناتے ہیں جن میں ہوتا کچھ بھی نہیں ہے اور لوگوں کو دھوکے دے کے انکے پیسے کھا جاتے ہیں کیوں کہ کسی طرح سے اب نفس کی اس حرص کو پورا کرنا ہے۔ اور دوسری شکل اس کی بنتی ہے وہ ہوشیار لوگ جن کو کمانا آتا ہے اور کمانے کے بعد وہ اعلیٰ مقاصد پر خرچ کرنے کی بجائے پیسہ اکٹھا کرتے ہیں اور محض دولت میں کسی دوسرے پر فوقیت لے جانا ان کے لئے ایک روحانی یا جو بھی اس کا نام رکھیں ایک قلبی تسکین کا ذریعہ بنتی ہے۔ لیکن یہ قلبی تسکین کا ذریعہ درحقیقت ان کے لئے دھوکہ ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب تک ایک شخص کا پیسہ دوسرے کے مقابل پر بڑھتا رہے اس کو یہ معلوم ہو کہ اب میں ایک ملین سے دو ملین میں داخل ہوگیا MILLIONAIRE کے دائرے سے BILLIONAIRE میں داخل ہوگیا تو دائرے جب تک وسیع ہوتے چلے جاتے ہیں کسی حد تک سکون ملتا ہے۔ لیکن جونہی یہ دائرہ اپنی حد استطاعت پر پہنچ کر ٹھہر جاتا ہے وہاں وہ نفس کی بے قراری، مزید کی طلب، سینے کی آگ کہ میں اور کیا کروں، کس طرح بڑھاؤں اور بڑھانے کی بجائے جب وہ چیز گھٹنی شروع ہو جاتی ہے تو اس کی بالکل وہی مثال ہے جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا "فتراہ مصفراً ثم یکون حطاماً"۔ وہ چیز جو اس کے سامنے نشو و نما پاتے ہوئے بڑی ہوئی مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی اور یوں معلوم ہوا جیسے اب اس کو پھل لگنے کے وقت آگئے ہیں تو پھل کچھ بھی نہیں لگتا۔ یہ جو حرص ہے یہ اور بڑھ جاتی ہے۔ طلب کی کوئی حد نہیں ہے اور بالآخر ایسے انسان ہمیشہ محروم دنیا سے جاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھ آتی کہ ہم کیا کریں۔ کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو اپنی دولت کو پھر سیاست پر استعمال کرتے ہیں اور "تکاثر فی الاموال والاولاد" کے لئے استعمال کرتے ہیں اور یہاں جاکر یہ دونوں مجرم ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر پھر آگے بڑھنا شروع کرتے ہیں۔ یہ جو گٹھ جوڑ ہے سیاست اور دولت کا آج کی دنیا میں تمام ملک جن سے امن اٹھ چکا ہے ان کا آخری نقطہ یہی ہے کہ وہاں دولت نے سیاست سے سمجھوتہ کر لیا ہے۔ یا دولت سیاست کو غلام بنائے ہوئے ہے یا سیاست دولت پر غالب آگئی ہے اور دولت کھینچنے کا ذریعہ بنا کر حکومت ہو رہی ہے۔ جن جن ممالک میں یہ بات ہوئی پھر ان کے سنبھلنے کا بعد میں کوئی سوال باقی نہیں رہتا۔ ہر قسم کی کرپشن، بددیانتیاں اور جرائم پھر بڑی سطح پر وہاں پرورش پاتے ہیں۔

اور بدقسمتی ہے اب مغربی دنیا میں جہاں سیاست نسبتاً زیادہ صاف اور پاک تھی، ابھی بھی ہے نسبتاً دولت کی آمیزش کے نتیجے میں گندی ہو رہی ہے۔ دن بدن یہ رجحان بڑھ رہا ہے کہ سیاست کو دولت کمانے کا ذریعہ کیسے بنایا جائے اور باوجود اس کے کہ یہ لوگ پکڑے بھی جاتے ہیں، عوام کے سامنے ان کو ذلیل اور رسوا بھی کیا جاتا ہے مگر جس نہج پر ایک دفعہ قوم کا مزاج چل پڑے پھر رک نہیں سکتا۔ پس تکاثر ایک بیماری ہے یعنی پیسہ بڑھانا ایسی بیماری ہے جو از خود اپنے آپ سے ضرب کھاتی رہتی ہے، سیاسی طاقت بڑھانا ایک ایسی بیماری ہے جو از خود اپنے آپ سے ضرب کھاتی رہتی ہے۔ پس تکاثر سے بہتر اسے پیش نہیں کیا جاسکتا تھا اور قرآن کریم نے تکاثر کے مضمون کو اور جگہ بھی خوب عمدگی سے کھولا ہے اور بعض اور مثالوں کے ساتھ بھی اسے واضح فرمایا ہے اور اس انجام کو ہمارے سامنے ننگا کرکے دکھا دیا ہے۔

فرماتا ہے "الھٰکم التکاثر۔ حتی زرتم المقابر۔" (سورۃ التکاثر:۲-۳) کہ اے انسان تجھے تو ایک دوسرے سے بڑھنے، یہاں "تکاثر فی الاموال" نہیں فرمایا۔ تکاثر اے انسان تجھے بڑھتے چلے جانے اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے یعنی اموال میں اور طاقت میں سبقت لے جانے نے بالکل اندھا کردیا ہے۔ "الھٰی" معنے غافل کردیا یا ہلاک کردیا دونوں معنے اس مضمون میں یہاں پائے جاتے ہیں "الھٰکم التکاثر۔" ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا جنون تم پر سوار ہوچکا ہے اس نے تمہیں اپنے مفادات سے، اپنے مقاصد سے بالکل غافل کردیا ہے اور ہلاک کر دیا ہے "حتی زرتم المقابر۔" یہاں تک کہ تم قبروں کی زیارت کرنے لگے۔

اب جو قبروں کی زیارت کرنا ہے یہ بھی بہت ہی دلچسپ محاورہ ہے اس میں دونوں معنے بیک وقت پائے جاتے ہیں یعنی کم سے کم دو معنے بیک وقت پائے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ تم اپنے اموال اور اولاد، اپنی طاقت، سیاست اور اپنی اقتصادیات کو ترقی دینے کی خاطر اتنے گر چکے ہو کہ قبروں سے بھی مانگنا پڑے تو نہیں رکو گے اور قبروں سے بھی مانگو گے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ ان معنوں میں بعینہٖ یہی صورتحال تیسری دنیا پر مسلط ہوچکی ہے۔ مذہب چاہے اسلام ہو یا ہندو ہو یا جو مذہب کا نام رکھ لیں۔ ان میں بعضوں میں عقیدۃً بعضوں میں توہمات کے رنگ میں مردہ پرستی شروع ہوچکی ہے، مردوں سے مانگنے کا رجحان ہے۔ اور یہ جو مردہ پرستی ہے اس نے جاپان کو بھی خالی نہیں چھوڑا اور کوریا کو بھی اور چین کو بھی خالی نہیں چھوڑا۔ آباؤ اجداد کی روحوں کے سامنے سر جھکانا اور ان سے امیدیں وابستہ کرنا اب یہ روزمرہ کا بڑھتا ہوا فیشن ہے۔ اور ہمارے ملک میں آپ دیکھیں داتا کے دربار پہ پہنچ جاتے ہیں۔ جن کو اپنے گھروں میں خدا کے حضور سر ٹیکنے کا موقع نہیں ملتا، جو راتوں کو اٹھ کے اس کے حضور سجدہ ریز ہونا جانتے ہی نہیں، وہ دن کی روشنی میں لوگوں کے سامنے داتا کے دربار پہنچتے ہیں اور دو مقاصد اپنی طرف سے حاصل کرتے ہیں۔ اول اپنے لئے اموال ان سے طلب کرتے ہیں دوئم اپنے لئے اولاد ان سے طلب کرتے ہیں۔ اپنی سیاست ان سے مانگتے ہیں اور اس دکھاوے کے ذریعے کہ ہم نے داتا کے دربار پر چادر چڑھائی ہے عوام سے بھی اپنی ہر دلعزیزی کی بھیک مانگتے ہیں۔ کہتے ہیں اگر تم نے ہم میں اور کچھ نہیں دیکھا

مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی اور یوں معلوم ہوا جیسے اب اس کو پھل لگنے کے وقت آگئے ہیں تو پھل کچھ بھی نہیں لگتا۔ یہ جو حرص ہے یہ اور بڑھ جاتی ہے۔ طلب کی کوئی حد نہیں ہے اور بالآخر ایسے انسان ہمیشہ محروم دنیا سے جاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھ آتی کہ ہم کیا کریں۔ کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو اپنی دولت کو پھر سیاست پر استعمال کرتے ہیں اور "تکاثر فی الاموال والاولاد" کے لئے استعمال کرتے ہیں اور یہاں جاکر یہ دونوں مجرم ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر پھر آگے بڑھنا شروع کرتے ہیں۔ یہ جو گٹھ جوڑ ہے سیاست اور دولت کا آج کی دنیا میں تمام ملک جن سے امن اٹھ چکا ہے ان کا آخری نقطہ یہی ہے کہ وہاں دولت نے سیاست سے سمجھوتہ کر لیا ہے۔ یا دولت سیاست کو غلام بنائے ہوئے ہے یا سیاست دولت پر غالب آگئی ہے اور دولت کھینچنے کا ذریعہ بنا کر حکومت ہو رہی ہے۔ جن جن ممالک میں یہ بات ہوئی پھر ان کے سنبھلنے کا بعد میں کوئی سوال باقی نہیں رہتا۔ ہر قسم کی کرپشن، بددیانتیاں اور جرائم پھر بڑی سطح پر وہاں پرورش پاتے ہیں۔

اور بدقسمتی ہے اب مغربی دنیا میں جہاں سیاست نسبتاً زیادہ صاف اور پاک تھی، ابھی بھی ہے نسبتاً دولت کی آمیزش کے نتیجے میں گندی ہو رہی ہے۔ دن بدن یہ رجحان بڑھ رہا ہے کہ سیاست کو دولت کمانے

تحریک جدید کے جہاد میں گھر کا ہر فرد شامل ہو

(ادارہ)

کا ذریعہ کیسے بنایا جائے اور باوجود اس کے کہ یہ لوگ پکڑے بھی جاتے ہیں، عوام کے سامنے ان کو ذلیل اور رسوا بھی کیا جاتا ہے مگر جس نہج پر ایک دفعہ قوم کا مزاج چل پڑے پھر رک نہیں سکتا۔ پس تکاثر ایک بیماری ہے یعنی پیسہ بڑھانا ایسی بیماری ہے جو از خود اپنے آپ سے ضرب کھاتی رہتی ہے، سیاسی طاقت بڑھانا ایک ایسی بیماری ہے جو از خود اپنے آپ سے ضرب کھاتی رہتی ہے۔ پس تکاثر سے بہتر اسے پیش نہیں کیا جاسکتا تھا اور قرآن کریم نے تکاثر کے مضمون کو اور جگہ بھی خوب عمدگی سے کھولا ہے اور بعض اور مثالوں کے ساتھ بھی اسے واضح فرمایا ہے اور اس انجام کو ہمارے سامنے ننگا کر کے دکھا دیا ہے۔

فرماتا ہے "الھٰکم التکاثر۔ حتی زرتم المقابر۔" (سورۃ التکاثر:۲،۳)۔ کہ اے انسان تجھے تو ایک دوسرے سے بڑھنے، یہاں "تکاثر فی الاموال" نہیں فرمایا۔ تکاثر اے انسان تجھے بڑھتے چلے جانے اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے یعنی اموال میں اور طاقت میں سبقت لے جانے نے بالکل اندھا کردیا ہے۔ "الھٰی" معنے غافل کردیا یا ہلاک کردیا دونوں معنے اس مضمون میں یہاں پائے جاتے ہیں "الھٰکم التکاثر۔" ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا جنون تم پر سوار ہوچکا ہے اس نے تمہیں اپنے مفادات سے، اپنے مقاصد سے بالکل غافل کردیا ہے اور ہلاک کر دیا ہے "حتی زرتم المقابر۔" یہاں تک کہ تم قبروں کی زیارت کرنے لگے۔

جتنے جرائم ہیں وہ اخلاقی کمزوریوں سے وابستہ ہیں۔

اب جو قبروں کی زیارت کرنا ہے یہ بھی بہت ہی دلچسپ محاورہ ہے اس میں دونوں معنے بیک وقت پائے جاتے ہیں یعنی کم سے کم دو معنے بیک وقت پائے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ تم اپنے اموال اور اولاد، اپنی طاقت، سیاست اور اپنی اقتصادیات کو ترقی دینے کی خاطر اتنے گر چکے ہو کہ قبروں سے بھی مانگنا پڑے تو نہیں رکو گے اور قبروں سے بھی مانگو گے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ ان معنوں میں بعینہٖ یہی صورتحال تیسری دنیا پر مسلط ہوچکی ہے۔ مذہب چاہے اسلام ہو یا ہندو ہو یا جو مذہب کا نام رکھ لیں۔ ان میں بعضوں میں عقیدۃً، بعضوں میں توہمات کے رنگ میں مردہ پرستی شروع ہوچکی ہے، مردوں سے مانگنے کا رجحان ہے۔ اور یہ جو مردہ پرستی ہے اس نے جاپان کو بھی خالی نہیں چھوڑا اور کوریا کو بھی اور چین کو بھی خالی نہیں چھوڑا۔ آباؤ اجداد کی روحوں کے سامنے سر جھکانا اور ان سے امیدیں وابستہ کرنا اب یہ روزمرہ کا بڑھتا ہوا فیشن ہے۔ اور ہمارے ملک میں آپ دیکھیں داتا کے دربار پہ پہنچ جاتے ہیں۔ جن کو اپنے گھروں میں خدا کے حضور سر ٹیکنے کا موقع نہیں ملتا، جو راتوں کو اٹھ کے اس کے حضور سجدہ ریز ہونا جانتے ہی نہیں، وہ دن کی روشنی میں لوگوں کے سامنے داتا کے دربار پہنچتے ہیں اور دو مقاصد اپنی طرف سے حاصل کرتے ہیں۔ اول اپنے لئے اموال ان سے طلب کرتے ہیں دوئم اپنے لئے اولاد ان سے طلب کرتے ہیں۔ اپنی سیاست ان سے مانگتے ہیں اور اس دکھاوے کے ذریعے کہ ہم نے داتا کے دربار پر چادر چڑھائی ہے عوام سے بھی اپنی ہر دلعزیزی کی بھیک مانگتے ہیں۔ کہتے ہیں اگر تم نے ہم میں اور کچھ نہیں دیکھا تو یہ تو دیکھو کہ وہ مردے جن سے تم مانگتے ہو ہم بھی انہی سے مانگ رہے ہیں اور اتنا احترام ہے تمہارے مذہبی جذبات کا ہمیں کہ آگے پیچھے کبھی توفیق ملے نہ ملے مگر اب ہم جب کہ حکومت پر قابض ہوگئے ہیں یا ہونے والے ہیں۔ تو دیکھو حضرت داتا کے دربار پر جاکر ان کے سامنے ماتھے ٹیک رہے ہیں ان پر چادریں چڑھا رہے ہیں تو بھیک ہے، سوائے خدا کے ہر طرف بھیک ہی بھیک۔ دائیں طرف بھی بھیک بائیں طرف بھی بھیک عوام سے بھی بھیک بڑے لوگوں سے بھی بھیک اور مردوں سے بھی۔ تو "زرتم المقابر" کا اس سے بہتر نقشہ اور کیا ہوسکتا ہے ایسے پاگل ہوگئے ہو تم ایک دوسرے سے آگے بڑھنے میں کہ قبروں کی زیارت کرنے لگے ہو۔

اور دوسرا معنیٰ جو آخری اور بہت ہی پرجلال معنیٰ ہے کہ تم تو قبروں کے کنارے تک جا پہنچے ہو "حتی زرتم المقابر۔" کیا تمہیں اپنا انجام دکھائی نہیں دے رہا تمہارے سامنے مقبرے پھیلے پڑے ہیں تم سے پہلے ایسے ہی لوگ تھے جیسے تم ہو جن کو اس ظلم نے مقبروں تک پہنچا دیا وہ دفن ہیں زیر زمین دفن ہیں ان کو دیکھو اور ہوش کرو کہ تم نے اپنا کیا انجام بنا رکھا ہے۔ پس وہ جو "حطاماً" ہو کر وہ کھیتی جس سے توقع تھی کہ بہت بار آور ثابت ہوگی، گھر ہمارے غلوں سے بھر دے گی اگر بار آور ہونے سے پہلے اس پر کوئی ہوا چل پڑے اور وہ زرد ہو جائے اور زرد ہو کر پارہ پارہ ہو جائے اور زمیندار کو اس میں کوئی دلچسپی نہ رہے۔ ہوائیں، آندھیاں چلیں رگیدتی ہوئی اس کو ٹکڑے ٹکڑے کردیں، مٹی میں ملادیں اور پھر اس پر پاؤں پڑنے لگیں یہ جو نقشہ ہے یہ وہ آخری نقشہ ہے جو تکاثر کا نقشہ ہے، مقابر تک پہنچنے کا یہ نقشہ ہے جو کھینچا گیا ہے تو فرمایا اس کی خاطر تم اپنی زندگیاں برباد کرتے ہو۔

اب آپ دیکھ لیں کہ سیاست نے مال کے ساتھ مل کر دنیا میں کیا تباہی مچائی ہے اور انسان نے خود بھی ذاتی طور پر اموال کی طلب میں اور جو سیاسی طاقت ہے اس کی خواہش میں دنیا میں کتنے مصائب برپا کر رکھے ہیں۔ ہمارے ملک پاکستان میں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ تیسری دنیا میں ہر جگہ قریباً یہی کچھ ہو رہا ہے انسانی زندگی کی قیمت ہی کوئی نہیں رہی انسانی عزت کی کوئی توقیر باقی نہیں رہی اور ہر دفعہ جب آپ سوال کریں کیوں؟ تو یا پیسے کی خاطر یا سیاست کی خاطر۔ یہ دو چیزیں ایسی غالب آ جاتی ہیں پھر اور انسانی دماغ پر ایسا قبضہ کر لیتی ہیں کہ دیکھنے کی ہوش ہی باقی نہیں رہتی۔ یہ آخری طبعی لازمی نتیجہ ہے جس سے انسان بچ نہیں سکتا اور ہوتا ہے روزانہ گھروں میں شروع۔ آپ کی اولاد میں اس کے آثار نمایاں ہو کر آپ کی آنکھوں کے سامنے آتے ہیں آپ ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتے آپ کی بیویوں میں، آپ کی بچیوں میں، آپ کے لڑکوں میں یہ آثار ظاہر ہوتے ہیں آپ ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور اگر متوجہ ہوں تو وہ وقت ہے کہ آپ ان کی بیخ کنی کریں ورنہ بعد میں پھر پچھتاتے رہ جائیں گے اور کچھ بھی آپ کے ہاتھ نہیں آئے گا۔

عورتیں ہیں مثال کے طور پر، ان کو ہم پردے کے متعلق تاکید کرتے رہتے ہیں لیکن سو عذر ہیں جن میں جائز بھی بہت ہیں کہتے ہیں ہم نے کمانا ہے، ہم نے باہر نکلنا ہے، تعلیم حاصل کرنی ہے۔ بچیوں نے اب ہم کیسے بند ہو کے گھروں میں بیٹھ رہیں۔ ہم ان کو کہتے ہیں بالکل گھروں میں بند ہو کر نہ بیٹھو لیکن اپنی عزتوں کو بند رکھو، ان کو کھلی چھٹی نہ دو، ان کو سر عام بے راہروی کی اجازت نہ دو تو پھر پردے کی جو بھی شکل ہے وہ ٹھیک ہے۔ لیکن اجازت مانگتے ہو کسی اور بہانے سے اور اجازت کو استعمال کرتے ہو کسی اور غرض کے لئے اور وہ غرض زینت اور تفاخر ہے۔ پس ہر وہ بظاہر نیک اور شریف عورت بظاہر ان معنوں میں کہ اس کے اندر کوئی ایسی بدی نہ آپ دیکھیں گے کہ جس پہ اس کو ملزم کر سکیں، اس کو مجرم دکھا سکیں لیکن ایک کمزوری اس کی آپ کو دکھائی دیتی ہے اور اس میں کسی بحث کی ضرورت نہیں رہتی وہ جب باہر نکلتی ہے تو صرف ضرورت پوری کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس طرح بن ٹھن کر نکلتی ہے اس ارادے کے ساتھ اپنے آپ کو تیار کرتی ہے کہ غیر نظروں کو اپنی طرف کھینچے اور اپنے حسن کو نمایاں کرے۔ جب کہ قرآن کریم نے پردے کی جو تعریف فرمائی ہے اس کی مرکزی تعریف یہ ہے کہ اپنی زینت کو غیر آنکھوں کے سامنے ابھارا نہ کرو۔

پس وہ ضرورت کیسی ضرورت ہے جس کی خاطر اجازت لے کر اس کو بے محل استعمال کرو اور اپنے ہی خلاف استعمال کرو اور اپنی اولادوں کے خلاف استعمال کرو۔ تو یہ جو زینت ہے یہ تو قوموں کی عصمت برباد کردیتی ہے ان کو اعلیٰ مقاصد کے لئے خدمت کی توفیق ہی باقی نہیں رہتی۔ اس کے برعکس وہ بچیاں بھی ہیں، خواتین بھی ہیں جو زیادہ اس طرح کا پردہ نہیں کرتیں جیسے برقع پوش ہوں لیکن آپ ان کو خدمت دین پہ مامور دیکھیں گے۔ دیکھیں کتنی سادگی ان کے اندر خود بخود آ جاتی ہے اتنا وقت ہی نہیں ملتا کہ تیار ہو کے باہر نکلیں۔ ایم ٹی اے کا وقت ہو رہا ہے، ان کو اور گھر کے کام بھی کرنے ہیں، ناشتے بھی تیار کرنے ہیں، بچوں کو رخصت کرنا ہے افراتفری میں جس حال میں ہیں دوڑی دوڑی مسجد آ کر وہ خدمت دین میں مصروف ہو جاتی ہیں اور ان کو دیکھ کر کوئی بیمار نظر بھی اگر پڑے تو صحت مند ہو سکتی ہے مزید بیمار نہیں ہو سکتی ان سے دل پاک ہوتے ہیں۔ یہ وجود ہیں جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے۔ سوسائٹی میں ایک مضبوط قوی حصہ جو بھرپور زندگی میں حصہ لیتا ہے اور کسی زندگی کی جائز ضرورت سے محروم نہیں رہتا مگر نسوانیت کو لوگوں کی رجولیت ضائع کرنے اور اسے نقصان پہنچانے کے لئے استعمال کی اسلام اجازت نہیں دے سکتا۔

نسوانیت کے خاص مقاصد ہیں جس ماحول میں وہ مقاصد ہیں وہاں اس کو ابھارنا، اس کی زینت سے فائدہ اٹھانا قرآن کریم اس کی اجازت دے رہا ہے اس کی حد بندی کر رہا ہے اس کے اردگرد خطوط کھینچ رہا ہے۔ دیکھو تمہارے بچے ہیں جن کے سامنے اچھی دکھا کرو یہ نہیں کہ جھاٹے پھلا کر بچوں کے سامنے آ جاؤ اور مارکیٹ میں جانا ہو تو خوب بال سنوار کر بلکہ ابھار کر اور بکھیر کر اس طرح نکلو کہ تمہارے پیچھے ان کی جھالریں لہراتی ہوئی چل رہی ہوں۔ یہ غلط طریق ہے۔ تم اپنے گھر میں اپنے بچوں کے سامنے پیاری کیوں نہیں بنتیں۔ اپنے بھائیوں، اپنی ماؤں، اپنے باپوں کے سامنے کیوں اچھی نہیں بنتیں۔ ان کی نظر میں چونکہ پاکیزگی ہے اس لئے جب تک تم ان کے سامنے اچھی نہیں بن سکتیں جب تک تمہاری نظر میں پاکیزگی کی قیمت نہ ہو۔ پس "زینۃ و تفاخر" میں یہ سارے پیغام ہمارے سامنے رکھ دیئے۔ اور امر واقعہ یہ ہے آپ انسانی نفسیات پر غور کر کے دیکھیں کہ انسان کی نیتیں قیمتوں سے طے پاتی ہیں اور انسان کی نظر میں جس چیز کی قیمت ہے وہی فیصلہ کرتی ہے کہ نیت کیسی ہوگی اور اس نیت کو کس شکل میں عملی دنیا میں ڈھالا جائے گا۔ پس اگر نیت میں پاکیزگی نہ ہو تو جہاں پاکیزہ آنکھیں ہیں وہاں دکھانے کا شوق ہی کوئی نہیں رہتا۔ اپنی بلا سے ہوں یا نہ ہوں جیسی وہ آنکھیں ہوں ویسی وہ آنکھیں نہ ہوں۔ مزہ کیا کہ جو نظر پڑتی ہے پاکی سے پڑتی ہے ہاں ذرا سا تھوڑا سا ہیجان پیدا ہو جائے، جہاں نظر میں طلب پیدا ہونی شروع ہو جائے، جہاں ہمیں محسوس ہو کہ ہماری پوجا کی جارہی ہے۔

اب وہ عورتیں جن کے متعلق میں نے کہا ہے بظاہر آپ ان میں کوئی جرم نہیں دیکھیں گے اپنی ذات کی حفاظت کرتی ہیں مگر قرآن کریم نے جو یہ تعریف فرما دی کہ اس نے اپنی ھوی کو اپنا معبود بنا لیا ہے یہ بیماری شروع ہو چکی ہے۔ اور جب تک کوئی نظر عبادت نہیں کرتی اس وقت تک پورا سکون نہیں ملتا۔ اور یہ نظروں کی عبادت کروانا بہت ہی خوفناک اور مہلک بیماریوں پر منتج ہو جایا کرتا ہے اور یہ

C. K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

مرض آگے بڑھتا ہے اور پھر اس کو روکا نہیں جا سکتا۔ وہ نسلیں جو دیکھ رہی ہیں کہ ہمارے ماں باپ میں زینت اور تفاخر ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ ان قدروں کو اپناتے ہوئے بڑے نہ ہوں۔ ان کو اپناتے ہوئے بڑے ہوتے ہیں، وہی چیزیں ان کے اندر سموئی جاتی ہیں اور پہلے سے زیادہ نشو و نما پاتی ہیں۔ یہ صورت حال اگر اسی طرح جاری رہنے دی جائے تو پھر ان چیزوں سے بھی لذت یابی کی طاقت ختم ہونے لگتی ہے۔ اس کے بعد دل خشک ہو جاتے ہیں اور خالصۃً اپنی بڑائی یعنی معبود ہونے کی آخری منزل جہاں دنیا کا سر اپنے سامنے جھکاؤ اپنے اموال کو زیادہ کرکے یا اپنی طاقتوں کو بڑھا کر اس حد تک تمہیں چین نصیب نہیں ہوگا۔ ایسے لوگ بعض دفعہ زینت اور تفاخر کے دائروں سے نکل ہی چکے ہوتے ہیں۔

دنیا میں تمام ملک جن سے امن اٹھ چکا ہے ان کا آخری نقطہ یہی ہے کہ وہاں دولت نے سیاست سے سمجھوتہ کرلیا ہے۔ یا دولت، سیاست کو غلام بنائے ہوئے ہے یا سیاست، دولت پر غالب آگئی ہے۔

بعض آپ سیٹھوں کو دیکھیں گے کہ ان کو قطعاً کوئی ہوش نہیں اپنے کپڑوں کی بلکہ بال بکھیرے ہوئے برے حال میں بٹن کھلے ہوئے وہ تجوریوں پر بیٹھے ہوتے ہیں مگر جانتے ہیں کہ یہ ہے ہماری شان، ہمارے پاس دولت ہے ان لوگوں کے پاس دولت نہیں ہے اور بغیر زینت کے بھی وہ اپنی بڑائی خود محسوس کر رہے ہوتے ہیں کیوں کہ ان کی نظر دولت میں مزہ دیکھ رہی ہے۔ تو ہر انسان جو معبود بن کر ابھرتا ہے وہ کسی نہ کسی خاص اپنی نفسانی الٰہی غرض کے ساتھ معبود بنتا ہے۔ جس کی نظر زینت پر زیادہ ہے وہ زینت کا معبود، دکھاوے کا بت بن جاتا ہے۔ جس کی نظر دوسروں پر اپنی تمدنی برتری حاصل کرنے کا شوق ہے وہ پھر رسم و رواج کے بت کو اپناتا ہے اور رسم و رواج کا خدا بن کر ابھرتا ہے۔ اور آخری صورت اس کی یہ ہے کہ دولت کے سرچشموں پہ قبضہ کرلے اور طاقت کے سرچشموں پر قبضہ کرلے جب یہ معبود بن جانے تو دنیا کی ہر دوسری قدر اپنی قیمت کھو دیتی ہے۔ کوئی اس راہ میں حائل ہونے کی کوشش کرے گا اس کا سر توڑ دیا جائے گا۔ خواہ ان لوگوں کے بچے اغواء کرکے آپ اپنی سیاسی طاقت کو بحال رکھیں، خواہ معصوم آدمیوں کا قتل عام کرواکر اپنا رعب قائم رکھیں کہ ہم ہیں صاحب اولاد ہم جتھے والے لوگ ہیں تم کیا چیز ہو تم ہماری مخالفت کرنے کی جرات کیسے کرسکتے ہو اور پھر اموال کے تمام ذریعوں پر قابض ہونے کے ذریعے، وہ جو سرچشمے ہیں اقتصادی دولت کے ان پر قابض ہونے کے ذریعے وہ اپنی بڑائی کو جاری رکھتے ہیں اور اس کو دائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ خلاصہ ہے ساری انسانی زندگی کا۔

اب آپ دوبارہ ان باتوں کو سن کر اور سمجھ کر جب بھی پاکستان کا کوئی اخبار اٹھائیں گے یا ہندوستان کا کوئی اخبار اٹھائیں گے یا دوسرے ملکوں کے اخبار اٹھائیں گے آپ کو ہر جگہ یہی خلاصہ نظر آئے گا۔ ساری افراتفری، سب دوڑ، سب چکر اسی مرکز کے گرد گھومتے ہیں۔ تو "**تکاثر فی الاموال**" اور "**تکاثر فی الاولاد**" ہے۔ اور ساری دنیا کو مصیبت دیکھیں کتنی ڈالی ہوئی ہے اس لئے تمام دنیا کا امن جہنم میں تبدیل ہوچکا ہے اور وہ لوگ جو دکھاوے کی راہ سے ان چیزوں تک پہنچتے ہیں ان کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ دنیا میں حقیقتاً وہ انسان کی یا اپنی قوم کی خدمت کرتے ہیں کہ نہیں۔ ان کو اس بات سے غرض ہوتی ہے کہ دنیا انکو خدمت گار کے طور پر دیکھ رہی ہے کہ نہیں یا ان کی قوم ان کو اپنے خادم کے طور پر اگر دیکھتی نہیں تو کم سے کم دل میں گمان کرتی ہے کہ یہ ہمارے خادم ہیں۔ یہ تاثر قائم کرنے پر سارا زور رہتا ہے اور اس سے نیچے اس تاثر کو قائم کرنے کی جہاں تک ٹھوس بنیادوں کا تعلق ہے اس میں ان کو ذرہ بھر بھی دلچسپی نہیں رہتی۔

مومن ان چیزوں کے بالکل برعکس ہے۔ مومن ان سب اندھیروں سے آزاد ہے۔ وہی ہے جو دیکھتا ہے اور وہی ہے جو نیک انجام کو پہنچتا ہے۔ وہی ہے جس کی آخرت کی ضمانت دی جاتی ہے۔ پس قرآن کریم نے ان تمام انسانی کمزوریوں کا ذکر فرماتے ہوئے انہیں کلیۃً رد نہیں فرمایا کہ ان کے اندر کچھ بھی تمہارے لئے باقی نہیں۔ تو اس پہلو کے ساتھ اگر آپ اپنے اعمال کا اپنے نفس کا جائزہ لینا شروع کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا کا نجات دہندہ بنا سکتا ہے اور نجات دہندہ بننے کے لئے پہلے اپنے نفس کو نجات دینی ضروری ہے اور اس کے لئے سب سے اعلیٰ، سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو خدا کی نظر میں رکھیں اور یہ فیصلہ کریں کہ اسی نظر کی ہمارے نزدیک قیمت ہے باقی کسی نظر کی قیمت نہیں۔ اس نظر کا عجیب حال ہے بعض دفعہ آپ کو دولت مند دیکھ کر خوش ہوگی بعض دفعہ غریب دیکھ کر خوش ہوگی۔ اس لئے اگر اس نظر کو خوش کرنا ہے تو اس کی خاطر غربت اختیار کرنا بھی آپ کے لئے لذت پیدا کرے گا کیونکہ اس کی رضا کے تابع ہے۔ پس ایسے انسان کی زندگی کی کایا پلٹ جاتی ہے، اس کی زندگی کے قوانین بدل جاتے ہیں، اس کا اٹھنا بیٹھنا لوگوں میں رہنا سہنا ان سے معاملات کرنا ایک نئے رنگ پر آجاتا ہے جس کا عام انسانوں سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔

اب جن کو "**تکاثر فی الاموال**" کا جنون ہو وہ اس لئے ہے کہ انہوں نے اپنے نفس کی پرستش کرنی ہے اور اگر وہ خدا کی پرستش کرنے لگیں تو اسی "**تکاثر فی الاموال**" میں ان کو کوڑی کی بھی دلچسپی نہیں رہتی۔ پھر وہ مال جو خرچ کرتے ہیں اس کو خدا کی راہ میں لٹانے میں دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے اور جتنا مزہ ایک کمانے والا کما کر اکٹھا کرنے میں محسوس کرتا ہے اس سے بہت زیادہ مزہ خدا کے بعض بندے اس کمائی کو خدا کے بیان کردہ شرائط کے تابع حقوق کا خیال رکھتے ہوئے، متوازن طریق پر خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور لذت پاتے ہیں۔ کبھی آپ کسی چندہ دینے والے احمدی کو جو اس وجہ سے چندہ دیتا ہے کہ میں نے اپنے رب کو راضی کرنا ہے چندہ دینے کے بعد مغموم نہیں پائیں گے۔ ٹیکس دینے کے بعد تو آپ کئی چہرے دیکھیں گے وہ چہرے اتر گئے مصیبت پڑی کیوں جی کیا ہوا آج تو جی بڑی چٹی پڑ گئی وہ ٹیکس جو ہم نے اتنی دیر سے چھپایا ہوا تھا وہ ننگا ہوگیا پکڑے گئے آج ہمیں دینا پڑا ہے۔ لیکن کبھی کسی چندے دینے والے کو آپ سر پھینک کر چلتے ہوئے مغموم نہیں دیکھیں گے کہ کیوں جی کیا ہوا کہ جی آج اتنا چندہ دینا پڑا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، ناممکن ہے۔ ہاں ایسے مغموم لوگ ضرور دیکھیں گے جو چندہ نہیں دے سکے اور ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں میں نے خود دیکھے ہیں بارہا دیکھے ہیں آتے ہیں تھوڑی رقم پیش کرتے ہیں اور اس قدر بے چینی محسوس کرتے ہیں اتنا دکھ محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں زیادہ کی توفیق نہیں۔ ہم چاہتے تھے کہ زیادہ دیں دعا کریں کہ اللہ ہماری حسرتیں پوری کرے۔ ایسی دنیا بھی آپ نے کہیں اور دیکھی ہے جو جماعت احمدیہ کی دنیا ہے۔ پس یہی وہ مضمون ہے ان کے ہاں تکاثر کی تمنا ہے خدا کی خاطر خرچ کرنے کی خاطر، ان کے ہاں تکاثر کی تمنا ہے تاکہ اپنے غریب رشتے داروں کی ضرورتیں پوری کرسکیں اپنے دکھی ہمسایوں کی، اپنے بیمار ساتھیوں کے لئے کچھ شفا، کچھ صحت کے لئے، کچھ ان کے پیٹ بھرنے کے سامان کرسکیں ان کو لگن ہوتی ہے کہ خدا ہمیں اور دے تو ہم اور خرچ کریں۔ اور کئی ایسے ہیں جنہوں نے مجھے دعا کے لئے اس طرح بارہا لکھا کہ ہمارے دل میں ہر وقت ایک آگ سی سلگتی رہتی ہے کاش ہمیں توفیق ہو تو ہم فلاں غریب رشتے داروں کی مدد کرسکیں، فلاں مصیبت زدہ کی مدد کرسکیں دعا کریں اللہ ہمیں توفیق دے اور پھر خدا ان کو توفیق دیتا ہے اور وہ خرچ کرتے ہیں اپنے وعدوں پر قائم رہتے ہیں "**فمنهم من قضىٰ نحبه و منهم من ينتظر**" یہ وہ لوگ ہیں جن میں سے بعض ایسے ہیں جنہوں نے اپنے دلوں میں قربانیوں کی راہ میں اپنا جان مال فدا کیا اور دیکھو کیسے مطمئن ہوگئے۔ "**قضىٰ نحبه**" مدتوں کی آرزوئیں پوری کرلیں "**و منهم من ينتظر**" ان میں سے ایسے بھی ہیں جو انتظار میں بیٹھے ہیں کب خدا ہماری حسرتیں پوری کرنے کے سامان کرے گا۔ تو دیکھو تکاثر تو تکاثر ہی ہے مگر نیتوں نے ان دونوں تکاثر کی قسموں میں کتنا زمین آسمان کا فرق ڈال دیا۔ ایک تکاثر ہے نیک ارادوں کی خاطر، نیک راہوں پر خرچ کرنے کے لئے۔ اسی طرح اولاد کا حال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے بھی اپنی امت کے لئے کثرت کی دعا مانگی بلکہ نصیحت فرمائی کہ ایسی عورتوں سے شادی کرو جو "**ولوداً**" و "**دوداً**" ہوں محبت بھی بہت کریں تم سے اور بچے بھی بہت پیدا کریں۔ اس لئے بسا اوقات جب فیملی ملاقات میں میں اچھے خوش جوڑوں کو دیکھتا ہوں ان سے کہتا ہوں اور بچے پیدا کرو۔ وہ سمجھتے ہیں میں مذاق کر رہا ہوں حالانکہ مذاق وذاق نہیں میرے ذہن میں ہمیشہ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی نصیحت ہے۔ اور مجھے بھی خوشی ہوتی ہے احمدی بچے پیدا کرکے بھی بڑھیں اور تبلیغ کے ذریعے سے بھی بڑھیں اور خوب نشو و نما پائیں کیونکہ یہی تو ہیں جن کے ساتھ دنیا کا امن وابستہ ہوچکا ہے دنیا کا نیک انجام اب ان پر اپنی بناء رکھتا ہے۔ یہ قائم رہیں گے تو دنیا کا نیک انجام قائم رہے گا، اس کی امیدیں قائم رہیں گی۔ اگر یہ کمزور ہوگئے یہ مٹ گئے تو دنیا کے نیک انجام کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے۔

پس اپنی قدروں کو جو اس آیت کے حوالے سے میں نے آپ پر کھولی ہیں ان کو پہچانو اور ہر وہ اندھیرا جس کا ان آیات میں بیان ہوا ہے اس کے قلع قمع کرنے، اس کو اپنے سینے سے نوچ پھینکنے کی کوشش شروع کردو اور یہ تفصیل اس لئے میں بیان نہیں کرسکتا بعض پہلے خطبوں میں میں نے بسا اوقات تفصیل سے بھی یہ بیماریاں بیان کی ہیں اس لئے کہ اگر ایک دفعہ شروع ہو جائے تو یہ سلسلہ پھر ختم ہی نہیں ہوگا۔ انسان کس کس قسم کی اندرونی روحانی بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے کیسی کیسی غلط فہمیاں اپنی ذات کے متعلق رکھتا ہے اپنی اولاد کے متعلق رکھتا ہے اپنے پیاروں سے جو امیدیں وابستہ کرلیتا ہے اپنے دشمنوں کے متعلق کیا کیا غلط رویے اختیار کرتا ہے ایسا مضمون ہے جو ساری انسانی زندگی پہ محیط ہے۔ کس کس کو بیان کروں اور کس کس کو چھوڑوں۔ اس لئے اصولاً میں نے آج آپ کے سامنے وہ خلاصہ پیش کردیا ہے جو قرآن کریم نے نکالا ہے۔ تین قسم کے اندھیرے ہیں جو اگر تم پر چھا گئے تو تمہارے کانوں پر بھی مہر لگ جائے گی، تمہارے دلوں پر بھی مہر لگ جائے گی اور تمہاری آنکھوں پر

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADR & MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072 PH. 26-3287

پردے پڑ جائیں گے۔ پھر دیکھ بھی نہیں سکو گے کہ تمہارا مفاد ہے کس چیز میں۔ دیکھو گے بھی تو غلط فیصلے کرو گے کیونکہ قوت ادراک بیمار ہو چکی ہوگی۔ دل وہ قوت ادراک ہے جو ان پیغامات کو پرکھتا ہے اور ان سے نتائج اخذ کرتا ہے جو آنکھ یا کان کے سوراخ سے انسان کے اندر داخل ہوتے ہیں اور بھی ذرائع ہیں مگر یہی دو ہیں جن پر بناء ہے اصل میں "فجعلنٰہ سمیعاً بصیراً" قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سب سے بڑا احسان جو انسانی نفس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ دیکھو تم ماں کے پیٹ میں کس حیثیت میں تھے اندھے۔ تین قسم کے اندھیروں میں گھرے ہوئے۔ اب وہاں بھی دیکھو تین اندھیروں کا ذکر ملتا ہے اور اچانک کیا دیکھتے ہو کہ تم ماں کے پیٹ سے باہر آتے ہو "فجعلنٰہ سمیعاً بصیراً" اس بچے کو ہم نے سمیع بھی بنا دیا اور بصیر بھی بنا دیا۔ وہ سننے بھی لگ گیا اور دیکھنے بھی لگ گیا۔ اور سمیع کو پہلے رکھا ہے اور بصیر کو بعد میں۔ اس میں اور بھی حکمتیں ہیں مگر ایک یہ بھی ہے کہ ماں کے پیٹ سے بچہ پہلے سننا شروع کرتا ہے بعد میں دیکھنے لگتا ہے اور شروع میں ماں کے پیٹ میں بچے کا بیرونی دنیا سے رابطہ صرف کان کے ذریعے ہے اور جب باہر نکلتا ہے پھر آنکھیں کھلتی ہیں ورنہ پیٹ میں تو آنکھیں ہوں بھی تو دکھائی کچھ نہیں دیتا اندھے کا اندھا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جعلنٰہ سمیعاً بصیراً" باہر آیا تو ہم نے اسے سننے والا بھی بنا دیا اور دیکھنے والا بھی بنا دیا۔ اور آواز کے ذریعے ماں کے پیٹ میں پیغام دینے کا نظام خدا تعالیٰ نے جاری فرمایا ہے اسی لئے اس زمانے میں دعاؤں کا ذکر ہے ذکر الٰہی کا ذکر ہے کیونکہ بچہ ان باتوں کو سنتا ہے اور بسا اوقات جو ماحول میں شور پڑ رہا ہے اس سے بد اثر قبول کرتا ہے۔ ماحول میں پرسکون باتیں ہو رہی ہیں اس سے سکون حاصل کرتا ہے اور اب تو سائنسدانوں نے اس کی تحقیق کرکے اسے واہمے کا حصہ نہیں بلکہ ایک حقیقت میں سائنسی دریافت کا حصہ بنا لیا ہے، قطعی طور پر ثابت شدہ حقیقت ہے۔

تو سمیعاً بصیراً ہے یہ دو چیزیں ہیں جن کے ذریعے انسان تمام ماحول، گرد و پیش بلکہ بہت دور دور کی باتیں بھی اخذ کرتا ہے اور لیکن اگر اندر اس کے تجزیے کے لئے دماغ نہ ہو تو آنکھیں کھلی ہیں، کان موجود ہیں لیکن کہتے ہیں جی اس کا دماغ DEAD ہو گیا ہے آکسیجن جانی بند ہو گئی اور وہ دماغ جس نے ساری کمپیوٹنگ کرنی تھی وہ کرنے سے عاری ہو گیا حالانکہ آنکھ دیکھ رہی ہے کان سن بھی رہے ہیں ان کا نتیجہ کوئی نہیں نکل رہا۔ وہی آنکھ اندھی نہیں ہوئی ہوتی بلکہ جو دیکھتی ہے اس کا پیغام اندر نہیں پہنچتا۔ جو وہ کان سنتے ہیں اس کا کوئی مقصد دماغ حاصل نہیں کرتا کہ کیا سنا جا رہا ہے۔ یہی نقشہ ہے قرآن کریم نے جو کھینچا ہے کہ پھر ایسے لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ اندھے ہو جاتے ہیں، وہ بہرے ہو جاتے ہیں، ان کے دل مہر زدہ ہیں ان میں یہ صلاحیت ہی نہیں ہوتی کہ جو کچھ گرد و پیش میں دیکھ رہے ہیں اس سے استفادہ کر سکیں۔

پس ان خطرات کے خلاف آپ بیدار ہو جائیں اپنے آپ کو ان پیغامات کے سمجھنے کی صلاحیت کے ساتھ زندہ رکھیں کیونکہ اگر یہ صلاحیت مر گئی تو آپ مر جائیں گے۔ وہ پیغامات جو آپ کے کان سنتے ہیں وہ پیغامات جو آپ کی آنکھیں دیکھ رہی ہیں انکو ان دونوں صلاحیتوں کو زندہ رکھیں تو لازم ہے کہ آخر پر جو ان سے نتیجہ نکالا جاتا ہے وہ نتیجہ نکالنے کی صلاحیت کو بھی زندہ رکھا جائے ورنہ فائدہ کچھ نہیں۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ ایک ہی چیز کچھ لوگ دیکھتے ہیں دو مختلف نتیجے نکالتے ہیں اور وہاں دل کی مہر کی بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ بہت سے بچے ہیں جن کے مزاج اس لئے بگڑے ہیں کہ انہوں نے ٹیلیویژن کے اوپر جرائم دیکھے ہیں اور قتل و غارت دیکھا ہے اور فخر دیکھا ہے کہ اس طرح کسی نے کسی کو مارا اور پھر فخر کرتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔ وہ بچے ایسے بھی ہیں، اکثر آج کل کی دنیا میں ایسے بچے ہیں جو اس کو اپنا مطمح نظر بنا لیتے ہیں کیونکہ ان کو روزمرہ اپنے گھر میں تفاخر کی عادت ہوتی ہے چھوٹے بچے کو BULLY بنانے کی عادت پڑی ہوئی ہوتی ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں بغلیں بجانے کی عادت پڑی ہوئی ہوتی ہے۔

پس وہ بیج جو بچپن ہی سے گھر میں بیمار بن کر اٹھ رہا ہے اس سے جب کونپلیں پھوٹیں گی تو ضرور بیمار پھوٹیں گی۔ بارش تو ایک ہی طرح کی ہے مگر بعض جگہ زہریلے پودوں کی نشو و نما کو بڑھاتی ہے بعض جگہ اچھے پودوں کی، صحت مند پودوں کی نشو و نما کو بڑھاتی ہے۔ پس ایسے بچے جب وہ ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں اچھا یہ بات ہوئی اور اگر وہ پکڑا گیا بے ایمان تو کہتے ہیں ہم نے یہ چالاکی کرنی ہے، ہم نہیں پکڑے جائیں گے اور ارادے کرکے۔ بچپن سے ہی دلوں میں جرموں کی تمنائیں پلنے لگتی ہیں۔ اور جب بڑے ہو کر باہر نکلتے ہیں تو پھر ان سے یہی توقع رکھی جا سکتی ہے۔ کچھ ایسے شریف نفس بچے بھی ہیں جن کے گھر کا ماحول پاکیزہ ہے اور پیارا ہے وہ ان کو دیکھ کر متنفر ہوتے ہیں ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر ہمیں توفیق ملے تو ہم ایسے ذلیل لوگوں کو پکڑ کر ان کو کیفر کردار تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ وہ جو جوابی کارروائی کرنے والی طاقتیں ہیں ان کا دل ان کے ساتھ ہو جاتا ہے اور یہ فیصلہ گھروں میں ہو رہا ہے۔ آپ نے جس طرح اپنے بچوں کو پالا ہے آپ ہی اگلی قوم کے اگلے حصے کی تقدیر بنا رہے ہوتے ہیں ٹیلی ویژن وغیرہ تو بعد میں آئیں گی۔

بچپن سے آپ کے رجحانات کو بچے جو پڑھتے ہیں آپ کی اداؤں کو جو دیکھتے ہیں یہ جانتے ہیں کہ آپ کا حقیقی لطف کس چیز میں ہے۔ دنیا کی دولت میں ہے یا اچھی پیاری باتوں کے تذکرے میں ہے۔ خدا اور رسول کے ذکر میں آپ کو مزہ آ رہا ہے یا بے ہودہ باتوں میں۔ ایسے لوگ اپنے بچوں کی تقدیر بنا دیتے ہیں خواہ ان کا ارادہ ہو یا نہ ہو خود بخود بنتی ہے۔ اب یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ ہماری نئی نسل کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کا نظام جاری فرما دیا اور اب وہ بگڑے ہوئے ماں باپ جن کی دلچسپیاں دوسری ہیں اپنے بچوں پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت کھو بیٹھے ہیں یعنی منفی رنگ میں اثر انداز ہونے کی۔ اور بچوں کو عادت پڑ گئی ہے احمدیہ ٹیلی ویژن کی۔ اب ماں باپ دوسری لگانے لگیں تو کہتے ہیں نہیں بالکل نہیں لگانی ہم نے تو یہی دیکھنی ہے۔ اور بعض ماں باپ کی اصلاح بچے شروع کر چکے ہیں۔ تو یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے جب عالمی ذمہ داریاں ہم پر ڈالی ہیں تو عالمی ذمہ داریوں کے لئے تیار کرنے کے سامان بھی وہ خود فرما رہا ہے۔

اور میں تو محض قرآن کریم کی نصیحتوں کی طرف اشارے کرکے آپ کو بار بار متوجہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں مگر مجھے دل میں یقین ہے کہ خدا کے ہاں آسمان پر یہ فیصلے ہو چکے ہیں۔ اللہ کی یہ تقدیر خوب کھل کر ظاہر ہو گئی ہے کہ آج دنیا کی تقدیر جماعت احمدیہ سے وابستہ ہو چکی ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دین اور آپؐ کی سنت کا غلبہ اب اگر دنیا میں ہوگا اور ضرور ہوگا تو جماعت احمدیہ ہی کی خاطر ہوگا جماعت احمدیہ کے وسیلے سے ہی ہوگا۔ پس اپنے دل کو ہر قسم کی ظلمات سے پاک و صاف کر لیں تاکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا نور جو آپ نے تمام تر خدا سے پایا ہے وہ ہمارے سینوں کو روشن کر دے، منور کر دے اور ہمیشہ کے لئے وہاں اپنی جگہ بنا لے تاکہ ظلمات پھر ان سینوں میں جھانک بھی نہ سکیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آئی کیمپ

یکم تا ۱۱ر اپریل ۹۶ء احمدیہ شفاخانہ قادیان میں آئی کیمپ لگایا گیا۔ محترم ڈاکٹر لیفٹیننٹ کرنل ظہیر الدین خان صاحب EYE SPECIALIST نے اس کار خیر کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ کل ۴۷۰ مریضوں کا معائنہ اور بیس آپریشن کئے گئے۔ شہر اور ارد گرد کے غیر مسلم بھائیوں نے بھی بہت فائدہ اٹھایا۔ معائنہ اور آپریشن مفت کیا گیا۔ سارے آپریشن کامیاب رہے الحمد للہ۔ احباب کرام سے مکرم ڈاکٹر ظہیر الدین خان صاحب اور احمدیہ شفاخانہ کے سٹاف کے لئے دعا کی درخواست ہے جنہوں نے اس آئی کیمپ کو کامیاب بنانے میں ہر ممکن تعاون کیا جزاہم اللہ تعالیٰ۔ (ڈاکٹر سید طارق احمد)
انچارج احمدیہ شفاخانہ قادیان

طالب دعا :— محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

SPECIALIST . IN LEATHER BELTS , LEATHER LADIES AND GENTS BAG , JACKETS , WALLETS ETC.

19 A. JAWAHAR LAL NEHRU ROAD
CALCUTTA - 700081.

PH :- 543105

STAR★ CHAPPALS

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS

105 / 661, OPP, BLOCK NO - 7
FAHIMABAD COLONY ,
KANPUR - 1 - PIN 208001

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر۔ حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ فون۔ 649_04524

تندرستی ہزار نعمت ہے

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR

ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA

چیف کوچ۔ محمد عبد السلیم نیشنل باڈی بلڈر۔ حیدر آباد

وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی ایکسر سائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

M . A SALEEM (BODY BUILDER)
H . NO. 18 - 2- 888/10 71. NIMRA COLONY
FALAKNUMA POST - 500253
HYDERABAD (A . P)
INDIA

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N.61/57
TEL - 01872-20757 FAX - 01872 -20105
THE WEEKLY BADR QADIAN. 143516
DIST GURDASPUR PUNJAB (INDIA)
VOL - 45 THURSDAY, 27TH JUNE 1996 ISSUE NO - 26

دعائے مغفرت

افسوس ۷ مئی کو خاکسار کے والد مکرم عبدالرحمٰن صاحب نائیک BRAIN HAEMORRHAGE سے وفات پاگئے اچانک موت سے بے حد صدمہ ہوا۔ محترم والد صاحب نے ہماری تربیت بڑی محنت سے کی صبح دس بجے سر درد کی شکایت کی اور بستر پر لیٹ گئے اس کے بعد کہنے لگے کہ میرا آخری وقت آ گیا ہے اور اونچی آواز سے کلمہ دہرانے لگے۔ اور ہمیں بھی ساتھ دہرانے کے لئے کہا ۵-۶ دفعہ دہرانے کے بعد نزع کی حالت طاری ہو گئی اور بعد ازاں وفات پاگئے۔

مرحوم کی مغفرت، بلندیٔ درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(ڈاکٹر اعجاز احمد نائک قائد علاقائی کشمیر)

۲۔ افسوس مکرمہ قلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عقیل احمد خان صاحب آف اودے پور کٹیا (شاہجہانپور) ۲۲ اپریل کو وفات پاگئیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

مرحومہ کٹیا کی ہی رہنے والی تھیں صوم وصلوٰۃ کی پابند اور ہر روز نماز فجر کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرتی تھیں۔ بعد نماز عصر تدفین عمل میں آئی۔ مرحومہ کی مغفرت، بلندیٔ درجات نیز پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ کنور عصمت علی

اذکروا موتاکم بالخیر

قریشی محمد یوسف صاحب کا ذکر خیر

اسلام واحمدیت کے ایک فدائی عاشق، انسانیت کے بے لوث خادم مکرم قریشی محمد یوسف صاحب ابن محترم قریشی عبدالرحمٰن صاحب تیماپوری مختصر سی علالت کے بعد حیدر آباد میں ۱۳ فروری مطابق ۲۴ رمضان انتقال کر گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

مرحوم نہ صرف میرے بڑے بھائی تھے بلکہ ایک بہترین دوست اور رہنما تھے خاکسار کا ابتدائی تعلیمی دور انہیں کا مرہون منت ہے خاکسار کو بہت قریب سے ان کی زندگی کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملا وہ بچپن سے ہی نمازی اور متقی انسان تھے قرآن مجید کی تلاوت کرنا ان کی زندگی کا سب سے اہم مشغلہ تھا اپنے تعلیمی دور میں بھی ایک ہونہار طالب علم اور اپنے ہم جماعت ساتھیوں کے لئے بہترین رہنما تھے۔ آپ والدین کے فرمانبردار بیٹے تھے جب تک تیماپور میں رہے اپنے اور غیر سب کے ہر دل عزیز تھے اردو کے علاوہ انگریزی، کنڑ زبان پر آپ کو بچپن سے ہی عبور تھا تعلیمی دور میں اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہوتے رہے۔ بی ایس سی۔ بی ایڈ کے بعد وہ ہمیشہ تدریس سے وابستہ ہو گئے اس دوران ایم اے اور ایل ایل بی کی تعلیم کو مکمل کیا بحیثیت استاد گلبرگہ وبسوم تعلقہ میں خدمت کرتے رہے آج بھی آپ کے ہزاروں شاگرد موجود ہیں آپ اپنے شاگردوں کا دامن نہ صرف علم کے زیور سے بھرتے رہے بلکہ انہیں اخلاقیات و اسلامیات کی دولت سے بھی بہرہ ور کرتے رہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہر تحریک پر آپ صدق دل سے لبیک کہتے گذشتہ سال جب اللہ تعالیٰ نے دوسرا لڑکا عطا کیا تو آپ نے وقف نو میں پیش کر دیا۔ اللہ کرے یہ نونہال اسلام واحمدیت کا بہترین خادم ہو۔

آپ شاعر تو نہیں تھے مگر شعر وادب سے بڑی حد تک وابستگی تھی۔ اس لحاظ سے ہر طبقہ کے لوگوں کے منظور نظر تھے۔ ۱۹۸۰ء میں آپ کا تقرر حیدر آباد SECRETARIATE میں ہوا جہاں مختلف مراحل سے گذر کر خدا کے فضل سے ایک اچھے عہدے پر فائز ہو گئے دفتری خدمات میں اپنے اعلیٰ افسروں اور ماتحتوں کے بھی محبوب رہے زندگی کے حالات چاہے کتنے ہی پریشان کن کیوں نہ ہوں بڑی عقیدت کے ساتھ وہ لگاتار ۱۶ سال تک جلسہ سالانہ قادیان جاتے رہے دوران قیام قادیان سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہر بزرگ اور ہر خادم سے پورے عجز وانکساری سے ملتے۔

مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ دو لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑی ہیں خدا تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو اور مرحوم کو اپنی رضا کی جنت عطا کرتے ہوئے حضرت اقدس محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے (آمین) غمزدہ قریشی عبدالحکیم سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ بنگلور

تقریب شادی و رخصتانہ

۳ احسان (جون) کو بعد نماز عصر عزیز محمد فضل اللہ عابد سلمہ ابن محترم محمد عبدالرشید صاحب (بی ڈی۔ او۔ ریٹائرڈ) حیدر آباد کی عزیزہ راشدہ تنویر سلمہا بنت محترم خورشید احمد صاحب انور نائب ناظر بیت المال آمد کے ساتھ شادی و رخصتانہ کی تقریب انجام پذیر ہوئی۔ واضح رہے کہ نکاح کا اعلان مورخہ ۲۲ اکتوبر ۹۴ء کو مسجد مبارک قادیان میں پہلے ہی ہو چکا تھا۔ نماز عصر کے بعد پہلے مسجد مبارک اور پھر ۱۵ احمدیہ کالونی میں دولہا کی گلپوشی اور تلاوت ونظم خوانی کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے اجتماعی دعا کرائی اور بعد نماز عشاء دلہن کی رخصتی عمل میں آئی۔ فریقین نے مختلف مدات میں دو صد روپے ادا کئے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے

قارئین بدر سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(ادارہ)

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھارت

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ کے ۲۷ ویں اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کے ۱۸ ویں سالانہ اجتماع کے لئے اکتوبر کی ۱۸-۱۹-۲۰ تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ جملہ قائدین کی خدمت میں علمی اور ورزشی مقابلہ جات کا تفصیلی سرکلر ارسال کر دیا گیا ہے اس کے مطابق تیاری کریں اور زیادہ سے زیادہ خدام و اطفال کو اجتماع میں شریک کریں۔

انتخاب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت: امسال اجتماع کے موقع پر صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا نیا انتخاب بھی ہوگا۔ اس کے لئے بھی منتخب اراکین کو بھجوائیں اس تعلق میں بھی تمام مجالس کو سرکلر بھجوایا گیا ہے اگر کسی مجلس کو نہیں ملا تو جلد اطلاع دیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

NEVER BEFORE
GARANTED PRODUCT
THIS COMFORT
THIS DURABILITY
AND SOLIGHT
NIR
Soniky
HAWAI
TREAT FOR YOUR FEET
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34 , A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD
CALCUTTA - 15

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ - 700001
فون نمبرز -
2430794 · 2481652 · 2485222

ارشاد نبوی
اِجْتَنِبُوا الْغَضَبَ
(سخت غصہ سے بچو)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

وقفِ نو بچوں کی صحیح تربیت اور نگہداشت ہمارا قومی فریضہ ہے (ادارہ)